بعد الحمد والصلوٰۃ۔ توسل بالانبیاء والاولیاء جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک عموماً اور بزرگانِ دیوبند کے نزدیک خصوصاً جائز و مستحسن ہے۔ مگر بعض لوگ افراط کی راہ چل کر توسل کی طرح غیر مشروع استعانۃ لغیر اللہ کو جائز اعتقاد کرنے لگے ہیں۔ اور بعض غیر مشروع استعانۃ لغیر اللہ کی طرح توسل بالانبیاء والاولیاء کو بھی شرک و ناجائز کہنے لگے ہیں۔

اس لئے محض دینی خیر خواہی کی غرض سے قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں توسل و استعانت کے متعلق مختصر مضمون جمع کر کے راہِ اعتدال واضح کیا گیا ہے تاکہ منصف مزاج ناظرین سلفِ صالحین کی معتدل راہ اختیار کر کے افراط و تفریط سے بچیں۔ اور بزرگوں سے صحیح ادب و احترام کا تعلق قائم رکھیں۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں؟

۱۔ توسل بالانبیاء والاولیاء کی حقیقت کیا ہے؟

۲۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام اور صلحاء کرام کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کیسا ہے۔ خواہ وہ اس عالم دنیا میں زندہ ہوں یا وصال فرما چکے ہوں۔ خواہ اُن کی ذوات سے توسل کیا جائے یا اُن کے اعمال سے۔ ایسا توسل جائز ہے۔ یا حرام، یا شرک، نیز اکابر علماء دار العلوم دیوبند کا مسلک توسل کے متعلق کیا ہے؟

سوال اوّل کا جواب

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق

توسل کی حقیقت:۔ مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی چشتی حنفی قدس سرہ العزیز۔ جائز توسل کی حقیقت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

(الف) کسی شخص کا جو جاہ ہوتا ہے، اللہ کے نزدیک۔ اس جاہ کی قدر اس پر رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ توسل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ جتنی رحمت اس پر متوجہ ہے۔ اور جتنا قرب اس کا آپ کے نزدیک ہے۔ اس کی برکت سے

محمد کو فلاں چیز عطا فرما کیونکہ اس شخص سے تعلق ہے۔ اسی طرح اعمال صالحہ کا توسّل آیا ہے حدیث میں۔ اس کے بھی یہی معنیٰ ہیں کہ اس عمل کی جو قدر حق تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور ہم نے وہ عمل کیا ہے۔ اے اللہ بہ برکت اس عمل کے ہم پر رحمت ہو! (انفاس عیسیٰ ص۵۱)

(ب) اور حاصل توسّل فی الدعا کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے۔ اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ پس ہم پر بھی رحمت فرما۔ اھ (نشر الطیب ص۲۴۸)

(ج) توسّل کی حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ فلاں شخص میرے نزدیک آپ کا مقبول ہے اور مقبولین سے محبّت رکھنے پر آپ کا وعدہ محبّت ہے۔ المرء مع من احب — پس میں آپ سے اس رحمت کو مانگتا ہوں۔ پس توسّل میں یہ شخص اپنی محبت کو اولیاء اللہ کے ساتھ ظاہر کرکے اس محبت پر رحمت و ثواب مانگتا ہے اور محبّت اولیاء کا موجب رحمت و ثواب ہونا نصوص سے ثابت ہے۔ اھ (انفاس عیسیٰ ص۱۲)

سوال دوئم کا جواب

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ عظام اور صلحاء کرام کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ قبولیتِ دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن و افضل ہے۔ قرآن و احادیث کے اشارات و تصریحات سے اس قسم کا توسّل بلا شبہ ثابت ہے۔

قرآن مجید سے توسّل کا ثبوت

حق تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط (پ سورۂ بقرہ)	اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر۔

یَسْتَفْتِحُوْنَ کا مصدر استفتاح ہے۔ اس کے ایک معنیٰ ہیں مدد طلب کرنا۔

۱۔ علامہ شوکانیؒ تفسیر فتح القدیر ص۹۹ جلد ا میں لکھتے ہیں :۔ والاستفتاح الاستنصار الخ

۲۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں :۔ نزلت فی بنی قریظہ والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل مبعثہ قالہ ابن عباس وقتادۃ الخ (تفسیر روح المعانی ص۳۲۰ ج ۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اہل کتاب میں سے بنی قریظہ اور بنی نضیر اپنے فریق مقابل اوس وخزرج پر فتح طلب کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے :۔

اللّٰھم انا نسئلک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثہ فی اٰخر الزمان ان تنصرنا الیوم علیٰ عدونا فینصرون الخ (حوالہ بالا)

یعنی ۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس آخر الزمان نبی کے طفیل جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے ۔ یہ کہ ہمارے دشمن پر آج ہمیں مدد عطا فرما ۔ وہ مدد دیئے جاتے (یعنی ان کی یہ دعا قبول ہوتی اور وہ غالب آجاتے)

۳ ۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں ۔ یہود مدینہ اور یہود خیبر کی جب عرب کے بت پرستوں سے لڑائی ہوتی تو یہ دعا مانگتے ۔

اللھم ربنا انا نسئالك بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجه لنا فی آخر الزمان و بکتابك الذی تنزل علیه آخر ما تنزل ان تنصرنا علی اعدائنا ۔ اخرجه ابو نعیم والحاکم والبیہقی وغیرھم عن ابن عباس وابن مسعود وغیرھم بالفاظ مختلفة ۔	اے اللہ ہم تجھ سے اس احمد مصطفیٰ نبی امی کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں جس کے ظاہر کرنے کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اس کتاب کے واسطہ و برکت سے سوال کرتے ہیں جس کو تو سب سے آخر میں نازل کرے گا یہ کہ ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح اور نصرت عطا فرما ۔ یہ روایت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہؓ سے
(درمنثور)	بالفاظ مختلفہ مروی ہے ۔

۴ ۔ اوستاذ الاساتذہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی قدس سرہ العزیز اس آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں ۔

قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے

تو خدا سے دُعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی اُن کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ الخ

دیکھیئے۔ جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اس عالم دُنیا میں تشریف فرما نہ ہوئے تھے۔ اس وقت بھی اہل کتاب آپ کے وسیلہ سے دُعا کر کے فتحیاب ہوتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان کر کے قرآن مجید میں اس قسم کے توسل کی کہیں تردید نہیں فرمائی۔ پھر اس کے جواز میں شبہ کی گنجائش کیا ہو سکتی ہے، ہرگز نہیں۔

حدیث شریف سے توسّل کا ثبوت

۱۔ عن عثمان بن حنیفؓ ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ادع اللہ لی ان یعافینی (الی قولہ) اللّٰھم انی اسئلك واتوجہ الیك بمحمد نبی الرحمۃ الخ قال ابو اسحٰق ھذا حدیث صحیح

ترجمہ اور فوائد نشر الطیب مصنفہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کئے جاتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ میں عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ دُعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر تو چاہے تو دُعا کر دوں۔ اُس نے عرض کیا کہ دُعا ہی کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے۔ اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دُعا کرے۔ اے اللہ! میں

آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ بوسیلۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے۔ اے محمدؐ میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں، تاکہ وہ پوری ہوئے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

(ف) اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا۔ اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے۔ اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔
(نشر الطیب صہ ۲۴۸)

انجاح الحاجۃ (حاشیہ ابن ماجہ) میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے۔ اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا۔ اور بینا ہو گیا۔ (حوالۂ بالا)

۲۔ دوسری روایت یا انجاح الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اُس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اُس نے عثمان بن حنیفؓ سے کہا۔ انہوں نے فرمایا۔ تو وضو کر کے مسجد میں جا۔ اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا۔ کہ یہ پڑھ۔ چنانچہ اس نے یہی کیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو پھر گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا۔

(ف) اس سے توسّل ذات سے بعد الوفات بھی ثابت ہوا (نشر الطیب ۲۴۸)

۳۔ عن امیۃ بن خالدؓ بن عبد اللہ بن اسید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یستفتح بصعالیک المہاجرین ۔ رواہ فی شرح السنۃ (مشکوٰۃ ص ۴۳۹)

ترجمہ:۔ امیہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کی دعا کیا کرتے تھے ۔ بتوسل فقراء مہاجرین کے ۔ روایت کیا اس کو شرح السنۃ میں۔

(ف) عادۃً توسل اہل طریق میں مقبولان الٰہی کے توسل سے دعا کرنا بکثرت شائع ہے ۔ حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے ، اور شجرہ پڑھنا جو اہل سلسلہ کے یہاں معمول ہے ۔ اس کی بھی یہی حقیقت اور غرض ہے الخ (التکشف ص ۴۴۲)

۴۔ عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون وتنصرون بضعفائکم ۔ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ ص ۴۳۹)

ترجمہ:۔

حضرت ابو الدرداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ۔ مجھ کو (قیامت کے روز) غرباء میں ڈھونڈنا ۔ کیونکہ (غرباء کی ایسی فضیلت ہے کہ) تم کو رزق اور دشمنوں پر غلبہ غرباء ہی کے طفیل سے میسّر ہوتا ہے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے ۔ (التکشف ص ۴۴۴)

(ف) ۳ اور ۴ والی حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مقبولان الٰہی کی

ذوات سے بھی توسل جائز ہے۔

۵۔ عن مصعب بن سعد عن ابیہ انّہ ظن ان لہ فضلاً علی من دونہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النّبی صلی اللہ علیہ وسلم انما نصر اللہ ھذہ الامۃ بضعفائھا ودعوتھم واخلاصھم۔ رواہ النسائی وھو عند البخاری بلفظ ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم اھ

ترجمہ:۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ دوسرے صحابہ پر مجھے فضیلت ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد فرماتا ہے اس کے کمزور بندوں اور ان کی دعاؤں و اخلاص کے طفیل۔ روایت کیا اس کو نسائی نے۔ اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے، تم کو نصرت اور رزق دیا ہی جاتا ہے۔ کمزوروں کے طفیل۔

(ف) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ذات اور اعمال و اخلاص کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے[1]۔

---

[1] اس لئے کہ ان ضعفاء کو حق تعالیٰ نے، جب کہ رزق کے لئے تکوینی طور پر وسیلۂ رزق بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریعی طور پر اس توسل کو قبول فرمایا۔ تو اگر امتِ مرحومہ عملی طور پر اپنی دعاؤں میں ان وسائل کے توسل کو اختیار کرے تو آخر اس میں کیا قباحت اور کونسا محذور ہوگا۔ کذا قال بعض اکابرنا ادام اللہ برکاتہم ۱۲ منہ

امام شافعیؒ سے توسل کا ثبوت

ابوبکر بن خطیب، علی بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سُنا کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز ان کی قبر پر زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ اور اس کے قریب اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی کی دُعاء کرتا ہوں۔ اِس دُعاء کے بعد جلد میری مراد پوری ہو جاتی ہے۔

(تاریخ خطیب صفحہ ۱۲۳ جلد ۱)

علامہ شامیؒ حنفی نے بھی امام شافعیؒ کا یہ قول رد المحتار صفحہ ۳۹ جلد ۱ میں ذکر کیا ہے۔

علامہ عینیؒ، حافظ ابن حجرؒ، علامہ شوکانیؒ سے توسل کا ثبوت

ویستفاد من قصۃ العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ استحباب الاستشفاع باھل الخیر والصلاح و اھل بیت النبوۃ۔

(عمدۃ القاری صفحہ ۴۳۳ جلد ۳، فتح الباری صفحہ ۳۹۹ جلد ۲، نیل الاوطار صفحہ ۸ جلد ۴)

یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قصّہ سے بزرگوں اور اہل بیت (کی ذوات) سے توسل کا استحباب مستفاد ہوتا ہے۔

قاضی عیاضؒ سے توسل کا ثبوت

بل استقبلہ واستشفع بہ ای اطلب شفاعتہ وسل وسیلتہ فی قضاء مرادا تک وادا حاجاتک ام (شرح شفاء صفحہ ۵۱۷ جلد ۲)

یعنی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر) اپنی حاجتوں

اور مُرادوں کے پُورا ہونے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور وسیلہ طلب کرے۔

ملّا علی قاری سے توسّل کا ثبوت

قال ابن الملك بان يقول اللّٰهم انصرنا على الاعداء بحق عبادك الفقراء المهاجرين اھ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۵ ج ۵)

یعنی۔ ابن الملک کہتے ہیں۔ اِس طرح دعا کرے۔ اے اللہ ہمیں دشمنوں پر مظفر فرما، اپنے بندوں نقراء مہاجرین کے طفیل۔

علامہ سمہودی و علامہ سبکی سے توسّل کا ثبوت

قلت كيف لا يستشفع ولا يتوسل بمن له هذا المقام والجاه عند مولاه بل يجوز التوسل بسائر الصالحين كما قال السبكی اھ (وفاء الوفا ص۴۱۹ ج۲)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عند اللہ جاہ و علوّ مقام پر نظر کرتے ہوئے آپ کو شفیع بنانا اور آپ کو وسیلہ بنانا تو بھلا کیسے جائز نہ ہوگا۔ بلکہ (آپ تو آپ ہی ہیں) تمام صالحین کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ اھ

شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی سے توسّل کا ثبوت

دعا بایں طور کہ الٰہی بحرمتہ نبی وولی حاجت مرا روا کن جائز است اھ (مائۃ مسائل ص۳۱)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے توسّل کا ثبوت

الجواب:۔ چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے۔ تو مختصر لکھنا ضرور ہوا۔ استعانۃ (توسّل) کے تین معنیٰ ہیں۔

ایکؔ یہ کہ حق تعالیٰ سے دُعا کرے کہ بحرمتہ فلاں میرا کام کر دے یہ باتفاق جائز ہے۔ خواہ عندالقبر ہو، خواہ دُوسری جگہ۔ اس میں کسی کو کلام نہیں۔ اھ

دُوسرؔے یہ کہ صاحبِ قبر سے کہے (خدا کا نام چھوڑ کر) تم میرا کام کر دو، یہ شرک ہے۔ خواہ قبر کے پاس کہے۔ خواہ دُور کہے۔ اھ

تیسرے یہ کہ قبر کے پاس آکر کہے کہ اے فلاں، تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالےٰ میرا کام کر دیوے۔ اس میں اختلاف علمار کا ہے۔ مجوّز سماع موتیٰ اس کے جواز کے مقر ہیں۔ اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے۔ مگر انبیاء علیہم السّلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی واسطے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اھ (فتاویٰ رشیدیہ ص۹۲ ج ۱)

حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے توسّل کا ثبوت

والتفصیل فی المسئلۃ التوسل بالمخلوق لہ تفاسیر ثلاثۃ، الاول دعائہ واستغاثتہ کدابدان المشرکین وھو حرام اجماعاً اھ

والثانی طلب الدعاء منہ وھذا جائز فیمن یمکن طلب الدعا منہ ولم یثبت فی المیّت بدلیل فیختص ھذا المعنیٰ بالحی رہ

توسل بالمخلوق میں تفصیل یہ ہے، کہ اس کی تین تفسیریں ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ خود مخلوق سے مانگنا اور مدد طلب کرنا (اس کو فاعل مستقل اعتقاد کرکے) جیسے مشرکین کی عادت تھی، یہ اجماعاً حرام ہے

دُوسری یہ ہے کہ کسی مخلوق سے دُعا کرانا۔ یہ توسل اس مخلوق سے درست ہے جس سے دعا کرائی جا سکتی ہے۔ میّت

والثالث دعاء الله ببركة هذا المخلوق المقبول وهذا اقد جوزه الجمهور ام (بونور النوادر ص۹۳۵ ج۲)

کے بارے میں کسی دلیل سے اس کا ثبوت نہیں. پس یہ زندہ کے ساتھ ہی مخصوص ہوگا. تیسری یہ ہے کہ کسی مقبول مخلوق کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا. اسے جمہور نے جائز فرمایا ہے۔

اکابر علماء دیوبند کے متفقہ فتویٰ سے توسّل کا ثبوت

السوال الثالث والرابع

هل للرجل ان يتوسل فى دعواته بالنبى صلى الله عليه وسلم بعد الوفات ام لا. ايجوز التوسل عندكم بالسلف الصالحين من الانبياء والصديقين والشهداء واولياء رب العالمين ام لا۔

تیسرا اور چوتھا سوال

کیا وفات کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں۔ تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء و صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسّل بھی جائز ہے یا ناجائز!

الجواب

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل فى الدعوات بالانبياء والصالحين من الاولياء والشهداء

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء اور اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے. ان

والمد يقين فی حيوتهم و بعد وفاتهم. بان يقول فی دعائه اللّٰهم انی اتوسل اليك بفلان ان تجيب دعوتی وتقضی حاجتی الیٰ غير ذلك كما صرح به شيخنا و مولانا الشاه محمد اسحٰق الدهلوی ثم المهاجر المكی ثم بينه فی فتاواه شيخنا و مولانا رشيد احمد الگنگوهی رحمة الله عليهما. وفی هذا الزمان شائعة مستفيضة بايدی الناس وهذه المسئلة مذكورة علی صفحة (۹۳) من الجلد الاول منها فليراجع اليها من شاء۔
(المهند علی المفند ص۱۲/۱۳)

کی حیات میں بھی اور بعد وفات کے بھی با ایں طور کہ کہے ... یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعاء کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے۔ چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاوے میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہُوا آجکل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ (۹۳) پر مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے، دیکھ لے۔

یہ فتوٰے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری ثم المہاجر المدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہُوا ہے۔ اور اس کی تصدیق میں اکابر علماء دیوبند (مثل حضرت مولانا محمود حسن صاحب، حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی. حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری حکیم الامت حضرت مولانا

محمد اشرف علی صاحب تھانوی۔ حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب گنگوہی۔
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ)
کے (۲۳) دستخط ثبت ہیں۔ نیز علماء مکہ معظمہ۔ علماء مدینہ طیبہ علماء جامع ازہر
مصر۔ علماء دمشق وشام کے (۲۴) تصدیقی دستخط ہیں۔
الغرض جواز توسّل کا مسئلہ تمام علماء دیوبند کے نزدیک متفق
علیہ ہے۔ کسی ایک کا بھی اس میں خلاف نہیں۔

تنبیہہ

مذکورہ بالا تحریرات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا
کہ ہمارے مغربی پاکستان میں منتسبین دیوبند میں سے جو اہل علم توسل
بالاموات یا توسل بالذوات کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو حرام یا
شرک کہتے ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز دیوبندی المسلک نہیں۔ بلکہ اس کو بدنام
کرنے والے ہیں۔
واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

شبہ

بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ وفات کے بعد کسی بزرگ کی ذات
سے توسل جائز نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل

کیا تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے :۔

عن انس ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا استسقیٰ بالعباس بن عبد المطلب فقال اللّٰھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون۔ رواہ البخاری (مشکوۃ المصابیح ص۱۳۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قحط کے زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کرتے اور کہتے، کہ اے اللہ ہم اپنے پیغمبرؐ کے ذریعے سے آپ کے حضور میں توسل کیا کرتے تھے۔ آپ ہم کو بارش عنایت کرتے تھے۔ اور اب اپنے نبیؐ کے چچا کے ذریعے سے آپ کے حضور میں توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش عنایت کیجئے سو بارش ہو جاتی تھی۔ روایت کیا اس کو بخاری نے اھ

جواب اوّل

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ذات ہی سے توسل کیا ہے۔ اُن کی دعا یا کسی عمل صالح سے توسل نہیں کیا۔ اگر کسی صحیح روایت سے حضرت عباسؓ کا دُعاء کرنا بھی ثابت ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے، گو توسّل ان کی ذات سے کیا تھا۔ گر انہوں نے تبرعاً دُعا بھی فرما دی۔ اس سے توسّل بالذات ثابت ہُوا۔ علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ اور علامہ شوکانیؒ کا قول سابق بھی اسی کا مؤید ہے۔

رہا یہ شبہ کہ حضرت عمرؓ نے بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے حضرت عباسؓ سے کیوں توسّل کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توسّل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بلا واسطہ آپ سے توسّل کیا جائے۔ دُوسرے یہ کہ آپ سے قرابتِ حسّیہ یا قرابتِ معنویہ رکھنے والے تعلق دار کے واسطہ سے توسّل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا۔ جبکہ اس کو نبیؐ سے کوئی تعلق ہو۔ قرابتِ حسّیہ کا یا قرابتِ معنویہ کا۔ تو توسّل بالنبیؐ کی ایک صورت یہ بھی نکلی۔ اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبّہ کرنے کیلئے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسّل کیا۔ نہ اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسّل جائز نہ تھا۔ جبکہ دُوسری روایت سے اس کا جواز ثابت ہے۔" اھ

(نشر الطیب ص۲۵۰)

جواب دوئم

ایک شبہ یہ ہو سکتا تھا کہ شاید توسل کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ آپ کے سوائے کسی اور شخص کے ساتھ توسل جائز نہیں۔ اس شبہ کے ازالہ کرنے کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ توسل کیا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ دوسرے صلحاء سے بھی توسل جائز ہے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"مثل حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو جواز توسل ظاہر تھا۔ حضرت عمرؓ کو اس قول سے یہ بتلانا تھا۔ کہ غیر انبیاء سے بھی توسل جائز ہے تو اس سے بعض کا سمجھنا کہ احیاء و اموات کا حکم متفاوت ہے۔ بلا دلیل ہے۔ اول تو آپ بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں دوسرے جو علت جواز کی ہے۔ جب وہ مشترک ہے، تو حکم کیوں مشترک نہ ہوگا؟ اھ"

(التکشف صہ ۴۴۶)

توسّل مذکور کو استعانت پر قیاس کر کے مطلقاً ناجائز کہہ دینا، یا استعانت (غیر اللہ سے مدد مانگنے) کو توسّل پر قیاس کر کے مطلقاً جائز کہہ دینا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ توسّل مذکور تو مطلقاً جائز بلکہ مستحسن ہے اور استعانت کی کئی صورتیں ہیں۔ اور ہر صورت کا حکم جدا جدا ہے۔

استعانت کی پہلی اور دوسری صورت کفر و شرک ہے

(الف) کسی غیر اللہ کو فاعل مستقل اور قادر بالذات سمجھ کر مدد چاہنا۔

(ب) کسی کو قادر بعطاء الٰہی مان کر مستقل بالعرض سمجھ کر مدد چاہنا — یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ خدا تعالیٰ نے اس مخلوق کو ایسی قدرت اور اختیار دیا ہے کہ جو امور طاقت بشریہ سے باہر ہیں۔ ان میں جس طرح چاہے تصرّف کرے۔ اور جس کو چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے۔ وہ بعد عطاء الٰہی کے ان امور میں مستقل اور مختار ہے۔ حق تعالیٰ کے علم و ارادہ کو اب اس میں کچھ دخل نہیں۔

یہ دو صورتیں کفر اور شرک ہیں۔ مشرکین عرب بھی ملائکہ اور بُتوں کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ـ

یعنی ـــــــ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو خدا کا مقرّب بنا دیں ـ

استعانت کی تیسری اور چوتھی صُورت حرام ہے

(الف) عقیدہ میں اس غیر کو نہ مستقل بالذات سمجھے اور نہ مستقل بالعرض لیکن معاملہ اس کے ساتھ مستقل بالذات کا سا کرے ـ مثلاً اس کو، یا اس کی قبر کو سجدہ کرے ـ یا اس کے نام کی نذر مانے ـ

(ب) استعانت بالغیر میں اس غیر کے مستقل سمجھنے کا ایہام ہوتا ہو ـ جیسے روحانیات سے مدد مانگنا ـــ اگرچہ یہ شخص مستقل نہ سمجھتا ہو ـ لیکن مشرکین چونکہ ارواح کو فاعل مستقل سمجھ کر مدد مانگتے ہیں ـ اس لئے ان کے شعار کا اظہار اور اُس کی تائید ہو گی ـ

یہ دو صُورتیں حرام ہیں ـ بلکہ چوتھی صُورت کے کُفر ہونے کا قوی شُبہ ہے ـ

استعانت کی پانچویں صُورت مباح و جائز ہے

جو امور طاقتِ بشریہ کے تحت میں داخل ہوں اور کارخانۂ عالم کے اسباب کے ساتھ مربوط و متعلق ہوں ـ اور کسی شخص کو ان کے فاعل مستقل

ہونے کا توہم بھی نہ ہوتا ہو۔ خواہ وہ امورِ عادیہ سے ہوں۔ جیسے روٹی کی امداد سے بھوک رفع کرنا اور پانی کی امداد سے پیاس رفع کرنا اور دواء سے مرض کا علاج کرنا وغیرہ ——— اور خواہ وہ امورِ شرعیہ سے ہوں، جیسے دُعاء اور رقیہ وتعویذ اور صبر و نماز وغیرہ ——— یہ صورت استعانت کی جائز ومباح ہے۔

استعانت کے متعلق مزید تفصیل تفسیر عزیزی میں مطالعہ فرمائی جائے

ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ الغنی

تراب اقدام الاولیاء والصلحاء

خیر محمد الجالندھری غفر اللہ لہ ولوالدیہ

یوم الجمعہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

مسئلہ توسل کی صحیح حیثیت

اس زمانہ طوفان بے تمیزی میں مدت سے سُنا جا رہا ہے کہ ایک فریق توسل اولیاء کے بہانہ سے غیر خدا سے ہر قسم کی امداد اور استغاثہ والتجا کا معتقد ہو رہا ہے تو دوسرا فریق ہر قسم کے توسل انبیاء و اولیاء کو شرک کہہ کر بے شمار صلحاء اُمت کی شان میں گستاخانہ پیش آرہا ہے۔ غرض افراط و تفریط کی گرم بازاری کی وجہ سے دونوں فریق حقیقت مسئلہ سے بالکل بے خبر ہیں۔

گہے افراط گاہ تفریط کردند ؛ میان نیک و بد تخلیط کردند،

آج بعد اشتیاق سیدی سندی قطب الارشاد والتکوین مجدد الملۃ حمی السُنۃ حضرت مولانا حکیم الامت صاحب تھانوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہم وافاض علینا سجال فیوضہم وبرکاتہم کا ایک مختصر رسالہ اس مسئلہ کی تحقیق میں نظر سے گذرا جسے دیکھ کر بے ساختہ دل و زبان سے نکلتا ہے۔

اے لقاء تو جواب ہر سوال ؛ مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

ترجمانِ ہر چہ مارا در دل است ؛ دستگیر ہر کہ پایش در گل است

مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ ؛ ان تغب جاء القضا ضاق الفضا

انت مولی القوم من لا یشتہی ؛ قد ردی کلا لئن لم تنتہ

اصل عبارت رسالہ کی عربی ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ مع تمہید از حضرت مولانا مدفیوضہم نقل کر کے عامۃ المسلمین کی خدمت میں پہنچا کر ہدیۂ اجر و ذخر کا مستحق بنوں۔

تمہید بعد البسملہ والحمد والصلوٰۃ۔ یہ ایک حدیث ہے رسالہ تشرف کی جس میں دو معرکۃ الآرا مسئلوں کی ایک بدیع تحقیق ہے جو غالباً تلاش سے ملتی ہے نہ ہر اسا فکار کو وہاں تک رسائی ہوتی ہے ایک مسئلہ

توسل جو موضوع رسالہ تشرف میں داخل ہونے کے سبب قصداً وارد کیا گیا، دوسرا معیار فرق شرک اکبر و اصغر کا جو ضمناً مذکور ہوا ہے۔ ضروری اور کثیر النفع اور اہل علم کے معنی بہ ہونے کے سبب اس کو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں بنا دیا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو۔ اور استقلال کی بناء پر اس کا ایک لقب بھی رکھ دیا گیا۔ جو عنوان میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور شبہات کے لئے دافع فرمائے۔ (کتبہ اشرف علی۔ آغاز محرم ۱۳۴۶ھ)

دلیل ثبوت توسل

حدیث مصعب بن سعد عن ابیہ انہ ظن ان لہٗ فضلاً علی من دونہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما نصر اللہ ھذہ الامۃ بضعفائھا دعوتھم واخلاصھم رواہ النسائی وھو عند البخاری بلفظ ھل تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ:۔

ترجمہ۔ حضرت مصعب بن سعد کی حدیث وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ان کو یہ خیال ہو گیا کہ مجھ کو دوسرے صحابہؓ پر (بوجہ ریاست کے) کچھ فوقیت ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت اس امت کے ساتھ ہے وہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعا و اخلاص ہی کے ہے (نہ کہ رؤسا ان کے محتاج ہوئے نہ کہ برعکس) روایت کیا اس کو نسائی نے اور یہ حدیث بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے تمہاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق ملتا ہے۔ یہ صرف تمہارے عاجزوں کی بدولت ہے۔

فائدہ :- یہ حدیث دو امر پر دال ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت پر اسی وجہ سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو رؤسا پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور دوسرا امر مقبولین سے توسل کا ثبوت ان کی ذات سے بھی اور ان کے اعمال ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ بھی۔ چنانچہ اس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں بضعفائھا دعوتھم و اخلاصھم (کہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعا و اخلاص کے) لفظ عاجز ذات پر دال ہے اور دعوت عمل ظاہر پر اور اخلاص عمل باطن پر۔

تفصیل مسئلہ توسل

اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخلوق کی تین تفسیریں ہیں:۔

پہلی تفسیر یہ ہے کہ مخلوق سے دعا کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا طریقہ ہے یہ بالاجماع حرام ہے۔ رہا یہ امر کہ یہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں۔

معیار شرک جلی و غیر جلی

سو اس کا معیار یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس مخلوق کے مؤثر مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ اعتقاد شرک ہے جیسا کسی مخلوق کے لئے نماز روزہ ایسی عبادت

یا جو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ عملاً و معاملۃً شرک کفری ہے نہ کہ سجدہ تحیت گو معصیت ہے باستثناء اس فعل کے جو شعائر کفر ہو۔ جیسے سجدۂ صنم اور شد زنار اور اگر یہ شخص اس مخلوق کے مؤثر مستقل ہونے کا معتقد نہیں تو یہ شرک کفری نہیں بلکہ صرف معصیت ہے۔

حاصل معیار فرق حاصل اس اعتقاد تاثیر و عدم اعتقاد تاثیر کے معیار کا فرق یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مخلوق کو جو اس کا مقرب ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا فرمائی ہے کہ اس کا اپنے معتقد کو نفع و مخالف کو ضرر پہنچانا مشیت جزئیہ حق پر موقوف نہیں گو اگر رد کرنا چاہے تو پھر قدرت حق ہی غالب ہے۔ جیسے سلاطین اپنے نائبین و حکام کو خاص اختیارات اس طرح دے دیتے ہیں کہ ان کا اجرا اس وقت سلطان اعظم کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا گو رد کرنا چاہے تو سلطان ہی کا حکم غالب رہے گا۔ سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثیر ہے اور شرک کفری ہے اور مشرکین عرب کا اپنے الٰہ باطلہ کے ساتھ یہی اعتقاد تھا۔ اور بعض کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ایسی قدرت مستقلہ تو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق کو قرب و قبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کے لیے سفارش کرتے ہیں۔ پھر اس سفارش کے بعد میں تخلف کبھی نہیں ہوتا۔ اور سفارش کی تحصیل کے لئے اس کے ساتھ بلا واسطہ یا بواسطہ معاملہ مثل عبادت کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ اعتقاد تاثیر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ خلاف دلیل شرعی ایسا عقیدہ رکھنا معصیت اعتقادیہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت عملیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاقات شرعیہ میں اس کو شرک کہہ دیا جاتا ہے۔

دوسری تفسیر: یہ ہے کہ مخلوق سے دعا کی درخواست کرنا۔ یعنی یوں کہنا کہ آپ میرے لئے حق تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ یہ ایسے شخص کے حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست ممکن ہے اور یہ امکان میت کے حق میں کسی دلیل سے ثابت نہیں پس یہ معنی توسل کے زندہ کے ساتھ خاص ہوں گے۔

تیسری تفسیر: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس مقبول مخلوق کی برکت سے اس کو جمہور نے جائز کہا ہے۔ ابن تیمیہؒ اور ان کے اتباع نے منع کیا ہے اس خیال سے کہ کسی نے علماء میں سے اس کو ذکر نہیں کیا۔ کہ توسل یا استسقاء کسی نبی یا صالح کے وسیلے سے ان کی وفات یا غیر حاضری کی حالت میں مشروع ہے جیسا کہ ان کے رسالہ زیارۃ القبور میں یہ تقریر مذکور ہے اور علامہ ابن تیمیہؒ سے بہت تعجب ہے کہ خود انہوں نے اپنے رسالہ مذکورہ میں مجوزین کا قول اور ان کی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر کی ہے۔ کہ وہ مجوز لوگ کہتے ہیں کہ توسل میں نہ مخلوق سے دعا ہے اور نہ اس سے التجا ہے لیکن اس میں صرف اس کی جاہ (مقبولیت) کے ذریعہ (حق تعالیٰ سے) سوال ہے۔

جیسا کہ ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں ان لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں .... جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور اپنے اس چلنے کی حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض اخلاص کے ساتھ واقع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر (مقبولین کا) حق قرار دیا ہے۔ اپنے قول کے ختم تک اور دُور تک کہتے چلے گئے اور اس حق کے اثبات کے لئے آیات و احادیث بیان کی ہیں۔ غرض مجوزین کے دلائل خود ذکر کئے ہیں اور ان دلائل کا کچھ جواب نہیں دیا لیکن باوجود جواب نہ دینے کے منع ہی پر مجمع رہے۔

معنیٰ ثالث کی حقیقت

یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ یا فلاں عمل ہمارا یا فلاں بندہ کا عمل آپ کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہے اور ہم کو اس بندہ یا عمل سے تلبس اور تعلق ہے خواہ تو اس عمل میں ارتکاب کا اور خواہ اس بندہ یا اس کے عمل میں اس سے محبت رکھنے کا۔ اور آپ نے ایسے شخص پر رحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے جس کو یہ تلبس و تعلق ہو۔ پس ہم اس رحمت موعودہ کا آپ سے سوال کرتے ہیں یہ حقیقت ہے اس توسل کی جس کے جواز پر حدیث مذکور لصراحت دال ہے۔

پس کاش مجھ کو کوئی یہ بتلادے کہ اس معنیٰ میں کونسی خرابی نقلی یا عقلی ہے۔ البتہ اگر عوام کی دینی مصلحت کے لئے اس سے منع کیا جاوے تو اور بات ہے۔ لیکن کلام مسئلہ کی تحقیق میں ہے۔ سو اس میں حق ہمارے ساتھ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اس تحریر کو غنیمت سمجھو جس سے حقیقت توسل اور حقیقت شرک کی مکشوف ہوگئی۔ جن میں بہت فضلاء و عقلا متحیر رہتے ہیں۔